جناب عنایت اللہ

نیٹو سپلائی کی بحالی، قوم سے غدّاری!!!

البانیہ، بیلجیئم، بلغاریہ، کنیڈا، کروشیا، چیک ریپبلک، ڈنمارک، ایسٹونیا، فرانس، جرمنی، یونان، ہنگری، آئس لینڈ، اٹلی، لیٹویا، لتھونیا، لکسمبرگ، نیدرلینڈ، ناروے، پولینڈ، پرتگال، رومانیہ، سلواکیہ، سلووینیا، سپین، ترکی، برطانیہ، اور امریکہ کُل ملا کے اٹھائیس ممالک مل کر نیٹو کی تخلیق کرتے ہیں۔ ان کے علاوہ اٹھارہ دیگر ممالک نیٹو کے پارٹنرز ہیں۔ نیٹو خالصتاً ملٹری الائنس ہے۔ جو چار اپریل 1949 کو معرضِ وجود میں آئی۔ اس کا ہیڈکوارٹر برسلز بیلجیئم میں ہے۔ پہلے پہل نیٹو کا ٹارگٹ روس تھا لیکن روس کے حصے بخرے ہونے کے بعد اسلام اور مسلمان اس صلیبی اتحاد کا مسلسل نشانہ ہیں۔ نائن الیون کے بعد امریکہ کے ساتھ ساتھ نیٹو نے بھی افغانستان پر یلغار کی۔ کیونکہ نیٹو کے ایک شق کے مطابق کسی بھی ممبر ملک پر حملہ سب پر حملہ متصور ہوگا۔ امریکہ، ایساف، نیٹو اور دیگر اسلام دشمن قوتوں کو اسلحہ، تیل اور دیگر سازوسامان کی سپلائی اور ترسیل پاکستان کے ذریعے تقریباً ایک کامل عشرے تک جاری رہی ہے۔ گویا لاکھوں افغان مسلمان بھائیوں کی نسل کشی میں ہم پاکستانی مسلمان برابر کے شریک ہیں۔ کراچی کے بندرگاہ سے نیٹو کا سامان کنٹینروں کے ذریعے ایک ہزار میل کا فاصلہ طے کرتے ہوئے تورخم کے راستے کابل جاتا یا چمن کے راستے قندھار پہنچتا۔ آپ اندازہ لگائیے، 2007 میں افغانستان میں برسرپیکار فوجی روزانہ 5,75000 گیلن تیل استعمال کرتے تھے جس کا 80 فیصد پاکستانی روٹس سے پہنچتا۔ 2010 میں یہ سپلائی ایک ہفتے کیلئے بند کی گئی کیونکہ نیٹو ہیلی کاپٹرز نے دو پاکستانی فوجی پاکستانی حدود میں مار دیئے تھے۔ 26 نومبر 2011 کو رات کی تاریکی میں ایک بار پھر نیٹو ہیلی کاپٹروں نے دو پاکستانی افسران سمیت 26 پاکستانی فوجی بے دردی سے مار دیئے۔ جس کے نتیجے میں پاکستان نے سپلائی لائن کاٹ دی۔ گو 2012 کے آوائل میں فضائی روٹ کے استعمال کی اجازت دے دی گئی ہے۔ اگرچہ وسط ایشیاء کی مسلمان ریاستیں ترکمانستان، ازبکستان اور تاجکستان بھی افغانستان کے پڑوسی ممالک ہیں اور ان کے ذریعے بھی افغانستان کو سپلائی کی جاسکتی ہے۔ لیکن یہ روٹ حد درجہ طویل اور مہنگی ہے۔ نیٹو ممالک دفاع پر بہت خرچ کرتے ہیں۔ یہ صلیبی و شیطانی اتحاد دنیا کے کُل دفاعی بجٹ کا 70 فیصد اپنے دفاع پر خرچ کرتا ہے۔ اسلام اور مسلمان دشمنی اس کے خمیر میں رچی بسی ہے۔ اور ان کو اپنے لئے سب سے بڑا خطرہ سمجھتے ہیں۔ ان ظالموں کے ہاتھ لاکھوں کروڑوں مسلمانوں کے خون سے رنگے ہوئے ہیں۔ ہم مسلمان ہیں کہ سب کچھ جاننے کے باوجود محض چند ڈالروں کی خاطر ان کے اتحادی، مددگار اور

Facilitators بنے بیٹھے ہیں۔ اور آخر کار پاکستان نے نیٹو سپلائی روٹ کی بحالی کے لئے دوبارہ گھٹنے ٹیک دیئے ہیں۔ اور بحالی کے بعد اب امریکہ، نیٹو، ایساف، ہماری حکومت اور جنرل مشرف نیٹو کی سپلائی لائن کی بحالی پر بہت خوش ہیں۔ ہم بھی ان کو "مبارکباد" پیش کرتے ہیں۔ باقی اٹھارہ کروڑ عوام کے دکھ درد میں ہم برابر کے شریک ہیں۔ اللہ انہیں "صبر جمیل" عطا فرمائیں۔ ہمارے حکمران نیٹو کی سپلائی لائن کی بحالی کو قومی مفاد اور اہم ترین کامیابی قرار دے رہے ہیں۔ یہ اس وقت بھی بہترین قومی مفاد اور اہم ترین کامیابی تھی جب اسے بند کر دیا گیا تھا۔ آخر یہ قومی مفاد اور عظیم کامیابی کس چڑیا کا نام ہے؟ یہ سمجھنے سے ہم عوام اور کیڑے مکوڑے قاصر ہیں۔ اس قومی مفاد کا تعین کرنے کیلئے ایک جوڈیشل کمیشن کے قیام کی اشد ضرورت ہے۔ اٹھارہ کروڑ عوام کے جذبات اور احساسات کے گردنوں پر نیٹو کے کنٹینرز وں کے پہیے گھمانا اور انہیں کچلانا اگر قومی مفاد اور کامیابی ہے تو اس پر چیخ چیخ کر با آواز بلند رونے دھونے اور گریبان پھاڑنے کے سوا اور کیا کیا جاسکتا ہے؟

سلالہ کے ان چوبیس جوانوں اور افسروں کے روحوں پر اب کیا گزر رہی ہوگی جنہیں امریکی و نیٹو اپاچی ہیلی کاپٹروں نے رات کی تاریکی میں بدترین بمباری کا نشانہ بنا کر شہید کیا تھا۔ یقیناً ان کی روحیں تڑپ رہی ہونگی اور ہم سے ناراض ہونگی۔ کہیں گی کیا ایک زبانی کلامی معذرت ہی ہمارے قیمتی خون کا کفارہ تھا؟ ساتھ ان کے پسماندگان، اہل و عیال، ورثاء، بہن بھائی، بوڑھے ماں باپ جس کرب، اذیت اور تکلیف سے گزر رہے ہونگے، اسے اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ ہمارے حاکمان وقت اس نیٹو کی سپلائی لائن بحال کر رہے ہیں جو ہمارے ان جوانوں کا سفاک قاتل ہے۔ ساتھ ہماری قومی سالمیت اور خودمختاری کا۔ ایک بار پھر ہمارے قوم کے یہ قاتل کراچی سے تورخم اور چمن تک دندناتے پھر رہے ہونگے۔ قوم بہتے آنسوؤں کے ساتھ انہیں دیکھتی رہی گی، لیکن کچھ کر نہیں سکے گی۔ رحمان ملک جو کہہ چکے ہیں کہ نیٹو سپلائی میں خلل ڈالنے والوں سے آہنی ہاتھوں سے نمٹا جائے گا۔ افسوس یہ آہنی ہاتھ ہم نے نیٹو کو دکھائے جنہوں نے ہمارے فوجی قتل کیے نہ امریکہ کو جو روز کے ڈرون حملوں میں ہمارا قومی خون بہاتا رہا ہے۔ بس یہ آہنی ہاتھ ہمارے اپنے نہتے قوم کیلئے ہیں جنہیں امریکہ کی خاطر خیبر سے کراچی تک مروایا اور ڈرایا جا رہا ہے۔ یہ آہنی، آہنی نہیں تو ہندوستان کے لئے نہیں جنہوں نے ہماری شہہ رگ کاٹ دی ہے۔ ہاں اس ڈرون حملے کے بارے میں کیا کہا جائے جسے نیٹو سپلائی کی بحالی کے دو روز بعد کیا گیا جس میں بیس پاکستانی مارے گئے۔ کیا یہ ہمارے حکمرانوں کے لئے باعث شرم نہیں؟ اور کیا سپلائی کی بحالی کی خوشی اور جشن میں ایسا کیا گیا؟ ہاں مسلمانوں اور پاکستانیوں کا خون بہانے سے زیادہ امریکیوں کے لئے اور خوشی اور مسرت کیا ہوسکتی ہے؟

انکل سام نے ہماری جوانوں کے قتل عام اور قومی خودمختاری کی دھجیاں بکھیرنے پر معافی مانگی نہ فی کنٹینر پانچ ہزار ڈالر کا معاوضہ دیا۔ بس سرح ہونٹو ... قہقہے لگانے والی ہیلری نے چپکے سے ہماری نوجوان اور خوبرو وزیر خارجہ حنا

ربانی کھر کے کانوں میں بذریعہ فون کچھ سرگوشی کی۔ بس کیا تھا، میڈیا میں اسے سلالہ کے واقعے پر معذرت اور افسوس کا تاثر دیا گیا۔ یوں مفت میں سپلائی کی بحالی کا اعلان کیا گیا۔ کیا معذرت اور افسوس سے ہمارے جوانوں کا خون واپس آسکتا ہے؟ ہمارے حکمران اور سرحدوں کے محافظ ہی اس کا جواب دے سکتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ قوم کو امریکی ڈالر چاہیئے نہ صلیبی و یہودی دوستی۔ انہیں بس ملک کی سرحدوں کی حفاظت، قومی خودمختاری اور اپنے جوانوں کا خون چاہیئے اور بس۔

اس انوکھے قرارداد کا بنا کیا جس میں قومی خودمختاری اور سالمیت کے بلند بانگ دعوے اور ڈرون حملوں کی بندش کی بات کی گئی تھی۔ جس میں اٹھتے بیٹھتے نیٹو سپلائی کی بحالی پارلیمنٹ کی رضامندی سے مشروط کیا جارہا تھا۔ شاید پارلیمنٹ کو اب پس پشت ڈالا گیا ہے اور ان کے قراردادوں کو ایک بار پھر ردی کی ٹوکری میں ڈالا گیا ہے۔ جمہوریت کے علمبردار اگر عوامی جذبات و احساسات کے خون کرنے کو اگر جمہوریت سے تعبیر کرتے ہیں تو انہیں ڈیموکریسی کی یہ انوکھی اور خود ساختہ تعریف مبارک ہو۔ لیکن انہیں یاد رکھنا چاہیئے کہ عوام کے جذبات اور احساسات کو تا دیر دبایا نہیں جاسکتا۔ ایک نہ ایک دن تو عوام کو سرخرو ہونا ہی ہے۔ ایک نہ ایک دن تو دمادم مست قلندر ہونا ہی ہے۔

حاکموں نے اپنے ذاتی مفادات اور آسائشوں کے لئے اس ملک و قوم کو امریکہ کا زرخرید غلام بنالیا ہے۔ یہود و ہنود اور ان کے اداروں آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک سے اربوں کھربوں کے قرضے لیکر ہڑپ کئے جارہے ہیں۔ نتیجے میں یہاں ہزاروں امریکی جاسوس دندناتے پھر رہے ہیں۔ مسلمانوں کی نسل کشی کیلئے شروع کردہ امریکی صلیبی جنگوں میں ہم صلیبیوں کے اتحادی اور ان کے مددگار ہیں۔ یوں ہمارے ہاتھ بھی ہزاروں اپنے مسلمان بھائیوں کے خون سے رنگے ہوئے ہیں۔ بزدل فوجی ڈکٹیٹر حکمران نے ایک دھمکی پر پورا ملک امریکہ و نیٹو کے جھولی میں ڈال دیا تھا۔ آج گیارہ سال گزرنے کے باوجود نام نہاد جمہوری لوگ وہی مشرف والی پالیسیوں پر عمل پیرا ہیں۔ حکمرانوں اور عوام کے خواہشات کے درمیان تضادات کی بڑھتے ہوئے خلیج کی وجہ سے آج یہ ملک دھماکستان بن گیا ہے۔ چالیس ہزار لوگ شہید ہوئے ہیں اور اربوں ڈالر کا نقصان ہوا ہے۔ فقط امریکہ کی خاطر، امریکہ اور امریکیوں کو محفوظ رکھنے کی خاطر۔

منور حسن، مولانا طیب، مولانا سمیع الحق، حافظ سعید، عمران خان، میاں نواز شریف وغیرہ اور ان کی بڑی بڑی قومی پارٹیاں نیٹو سپلائی کی بحالی کی مخالف ہیں اور لانگ مارچ اور میدان میں نکلنے کا ارادہ رکھتی ہیں۔ پوری قوم سوائے گنے چنے امریکی کاسہ لیس غلام حکمرانوں کے سوا نیٹو سپلائی کی بحالی پر ناخوش ہیں۔ جو لوگ بحالی پر خوش ہیں ان کے مفادات اور صلیبیوں کے مفادات اور ایجنڈا مشترک ہے۔ جو کہ پاکستانی عوام کے مفادات کے برعکس اور الٹ ہیں۔ آنے والے دنوں میں یہ تضادات اپنا رنگ ڈھنگ دکھائیں گی۔ اللہ خیر کریں۔